لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰه

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَسَلَّم

مظہر الایمان

مصنف

حضرت میاں محمد مظہر احسان ڈاہر

نقشبندی مجددی (رحمۃاللہ علیہ)

ڈیرہ محمدی (چک نمبر ۳۳۵، چوک اعظم، لیّہ)

الله

فہرست

عرض مرتب

اللہ اور بندے کا تعلق

ایمان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

مسلمان اور نماز

دنیا کا رزق اور عزت کس چیز میں ہے؟

احکام خداوندی اور روحانیت

شیخ سے ہمیں کیا چاہیئے

ھمارا مشن

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

عرضِ مرتب

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور لاکھوں کروڑوں درود ہوں نبی کریم ﷺ پر جو تمام جہانوں کے لیئے رحمت ہیں۔ امّا بعد:

ہر شخص کو بے سکون اور الجھنوں میں مبتلا پا کر ایک تجسّس پیدا ہوا کہ وہ کونسی چیز ہے جس کے کھونے سے بے سکونی، طرح طرح کی الجھنیں اور مصیبتیں ہم پر مسلط کر دی گئ ہیں۔ اس جستجو میں ثابت ہوا کہ زندگی کی تمام الجھنوں، پریشانیوں، تکلیفوں، خواہشوں اور تمناؤں کا حل صرف اور صرف اپنی روحانیت کو بہتر بنانے میں ہے۔ انسان کا اصلی جوہر اسکی روح ہے۔ اسکی طرف سے بے پرواہی اور جسم جو کہ فانی اور عارضی ہے اسکی خاطر اتنا انہماک انسان کی سب سے بڑی غلطی ہے۔ تو ہم نے ان سات چیزوں سے ثابت کیا ہے روح کی تقویت ہی ایک ایسی چیز ہے جو ہر مرحلے میں ہماری کامیابی کی ضامن ہے۔ دنیا و عقبیٰ کی ترقی کی راہیں محض روحانیت کے ارتقا کی مرہونِ منت ہیں۔ نئے دور نے جتنا اس سے منہ موڑا اتنا ہی مایوسی اور الجھنوں میں پھنس گیا۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ روحانیت کی ترقی کی خاطر انسانی زندگی کا جسمانی پہلو نظر انداز ہو جاتا ہے تو یہ ان کی بہت بڑی بھول ہے۔ انسانی جسم اور اس کے لوازمات، روحانیت کی سرپرستی ہی کی وجہ سے بہتر نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔

یہ بات محض قیاس آرائی یا تخیّل کی پرواز کا نتیجہ نہیں بلکہ منشائے قدرت ہے۔ جس کا ثبوت قرآنِ مجید اور احادیثِ نبوی میں جگہ جگہ ملتا ہے کہ اصل انسان خود ہی روح ہے جس کو جسم کے لباس میں مزیّن کیا گیا ہے۔ اب ہمارے پاس اصل یہ روح موجود ہے جس کی تقویت سے انسان کے ہر پہلو میں تقویت آتی ہے۔ اسی سے انسان ہر قسم کے عروج سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس لئے روح کی تقویت ہمارا مشن ہے۔

شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات

میاں محمد مظہر احسان مجددی (رحمۃاللہ علیہ)

اللہ اور بندے کا تعلق

دنیا کا ھر واحد عنصر دراصل مرکب کا حامل ھوتا ھے۔ جیسے ریت کا ایک ذرہ جو بظاھر مفرد یا واحد نظر آتا ھے اس میں بھی کئ چیزوں کی آمیزش ھوتی ھے۔ کوئی واحد اور منفرد (مخلوق میں سے) آمیزش سے خالی نہیں۔ صرف اللہ تعالی کی ذات ھی واحد، احد، یکتا و یگانہ و بے مثل و بے نظیر ھے۔ وہ ایسا واحد اور احد ھے جو آمیزش سے پاک ھے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ھو سکتا کیونکہ یہ فطری طور پر ناممکنات میں سے ھے۔ ھمارے پروردگار کا ذاتی نام (اسم اللہ) ھی وحدانیت کا حامل ھے۔

اسم اللہ کے حروف ایک ایک کر کے ھٹانے بھی آخری حرف تک اس کا نام اور ذات باقی رھتے ھیں۔ دنیا میں کسی بھی مخلوق کا نام لے لیجیۓ اس کا ایک یا دو حروف ھٹانے سے نہ تو اس کا صحیح نام رھتا ھے اور نہ ذات کے ساتھ تعلق باقی رہ سکتا ھے مثلا نذیر کا "ن" دور کرنے سے ذیر رہ گیا۔ اب نہ اسم نذیر ھی رھا اور نہ ھی ذات کے ساتھ ذیر کا کوئی تعلق رہ گیا۔ تمام مخلوق کے ناموں کا یہی حال ھے۔ لیکن اسم اللہ کا ایک ایک حرف ھٹا کر دیکھیے نام بھی باقی رھے گا اور ذات سے تعلق بھی قائم رھے گا۔

مثلا اسم اللہ کا الف دور کرنے سے "للہ" رہ جائیگا۔ نام بھی پورا ھے اور ذات سے تعلق بھی موجود ھے۔ جیسے لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ اب "للہ" کا "ل" دور کرنے سے "لہ" رہ جائیگا۔ جیسے قرآن پاک میں ھے لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ اب اس کی ذات سے تعلق بھی قائم ھے اور نام بھی ظاھر ھوتا ھے۔ اب "ل" ھٹانے سے "ہ" (ھو) باقی رہ جائیگا جیسے قرآن پاک میں ھے هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ۔ اب هُوَ جو ضمیر متصل ھے اپنی ذات کی طرف راغب ھے۔ پس ثابت ھوا کہ باری تعالی کا نام ھی اپنی ھی وحدانیت کا علمبردار ھے۔

اب روح "امر ربی" ھے جو مخلوق کی طرف راغب ھے۔ جب اللہ تعالی نے آدمی کو پیدا فرمایا تو اس میں اپنی روح پھونکی جیسا کہ ارشاد ھوتا ھے "وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي"۔ یعنی میں نے پھونک دی اس میں اپنی روح۔ اب چونکہ روح اللہ تعالی کی ھے اسلیۓ اللہ تعالی فرماتا ھے كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ

يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (سورۃ البقرۃ 28) یعنی تم کیسے اللہ کے منکر ہو جاؤ گے حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تم کو زندہ کیا پھر تم کو مارے گا، پھر تمھیں زندہ کرے گا پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

پس ثابت ھوا کہ آدمی کا آنا اللہ تعالی کی طرف سے ھے۔ اور واپس لوٹنا بھی اللہ تعالی کی طرف ھے۔ تو معلوم ھوا کہ اللہ تعالی کی طرف رغبت اور محبت کے سوا چارہ نہیں۔ جتنی زیادہ محبت اتنا ھی اپنے اصل کی طرف راجع، جتنی محبت کم اتنا ھی اصل سے دور، جس نے بالکل ھی چھوڑ دیا، اس نے گویا اپنے اصل کو چھوڑ دیا اور اپنی جان پر ظلم کیا۔ اسلئے دوزخ لازم آئے گا۔ کیونکہ اس نے اپنی جان کو اپنے اصل سے جدا کیا۔ اگر اپنے اصل کی طرف رغبت کی تو کامیابی، عزت اور وقار اس کے قدموں پر ھے۔

چونکہ انسان کا اصلی جوھر روح ھے اور روح اللہ تعالی کا امر ھے اسلئے نہ خالق ھے نہ مخلوق ھے۔ یہ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان واسطہ ھے۔ گویا خالق اور مخلوق کے درمیان امر اس کا واسطہ ھے اسلئے اس کو افضل المخلوق کہا گیا ھے۔ اور سب سے بڑا واسطہ، سب سے بڑا تعلق اللہ اور بندے کے درمیان روح ھی ھے۔ اسی واسطے سے بندہ اللہ تعالی تک رسائی حاصل کر سکتا ھے۔ اور جتنی روحانی قوت یا روحانیت کمزور ھو گی اتنا ھی اپنی اصل یعنی اللہ تعالی سے دور ھوتا چلا جائیگا۔ پس ثابت ھوا کہ انسان کا وقار، عزت، دین و دنیا سب کچھ روحانیت ھی پر منحصر ھے۔

ایمان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

تمام جہانوں میں اور عالم کبیر کے ھر ذرے میں اللہ تعالی کی نورانیت ظاھر ھوتی ھے۔ ان تمام انوار کو اکٹھا کر کے باری تعالی نے عالم صغیر یعنی آدمی میں رکھ دیا۔ اسلئے تمام مخلوق سے آدمی افضل ھے۔ اس میں عالم کبیر کے صفات ظاھر ہیں۔ گویا کہ باری تعالی نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ اب تمام انسانوں کی نورانیت کو یکجا کر کے ایک ولی میں رکھ دیا۔ تمام ولیوں کی نورانیت کو یکجا کر کے ایک غوث میں رکھ دیا اور تمام غوثوں کی نورانیت کو ایک مجدد میں رکھ دیا۔ تمام مجددوں کے نور کو اکٹھا کر کے ایک صحابی میں رکھ دیا۔ تمام صحابہ کے نور کو اکٹھا کر کے ایک چھوٹے نبی علیہ السلام میں رکھ دیا۔ تمام نبیوں کی نورانیت کو ایک رسول علیہ السلام میں رکھ دیا اور تمام رسولوں کے نور کو

اکٹھا کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں رکھ دیا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام نورانیت کا مجموعہ اور جڑ ہیں۔

جیسا کہ ایک درخت کی جڑ تمام شاخوں اور پتوں کو غذا دیتی ھے اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام افراد امت کو ایمانی تقویت بخشتے ہیں۔ جس طرح کہ اگر ایک پتّہ یہ دعوی کرے کہ میں جڑ سے تعلق رکھے بغیر سر سبز رہ سکتا ھوں تو یہ دعوی باطل ھوگا اور وہ جڑ سے تعلق منقطع کر کے سر سبز نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح کوئی بھی انسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق توڑ کر مسلمان یا مومن نہیں بن سکتا۔ جتنا تعلق اور محبت زیادہ ھوگی اتنا ھی ایمان قوی ھوگا۔

جب آدمی کلمۂ طیبہ پڑھ لیتا ھے تو دائرہ اسلام میں داخل ھو جاتا ھے، مسلمان بن جاتا ھے۔ جب اسلامی ارکان پورے کر کے اسلام میں مکمل ھو جاتا ھے تو مومن بن جاتا ھے۔ جب اس کا ایمان قوی ھو جاتا ھے تو موقن بن جاتا ھے۔ جب اس کا یقین کامل ھوتا ھے تو محب بن جاتا ھے۔ جب محبت اور عشق میں کامل ھو جاتا ھے تو باری تعالی اسے اپنا محب اور مقرب بنا لیتے ھیں۔

اسلامی ارکان کامل کر کے ایمان میں قوی ھونا صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر منحصر ھے۔ جتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، اتنا ھی قوی ایمان۔ جتنی کم محبت اتنا ھی ایمان کمزور جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث شریف میں ھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ) یعنی "اے صحابہ! تم میں سے کوئی بھی ایماندار نہیں ھو سکتا یہاں تک کہ اس کی محبت میرے ساتھ ھو۔ محبت اولاد سے، والدین سے، مال سے، تمام دنیا سے، تمام کائنات سے زیادہ ھو۔" تو معلوم ھوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کامل ھونا ھی ایمان کی تکمیل ھے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھ جاتی ھے تو باری تعالی اس کا ھاتھ پکڑ لیتے ہیں۔ وہ کامل ولی، غوث اور مجدد ھو جاتا ھے۔ باری تعالی ارشاد فرماتے ہیں " قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ " (سورۃ آل عمران-31)۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ھو جاتی ھے تو اتباع کرنا آسان ھو جاتا ھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع میسر آ جائے تو باری تعالی کی محبت میں کامل ھو جاتا ھے۔ اور اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل کر کے گویا اس نے خدا

کی محبت، گناھوں سے بخشش اور خدا کو راضی کرنا سب کچھ حاصل کرلیا۔ گویا تمام اسلام کا انحصار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ھے۔ اسی سے روح کو تقویت حاصل ھوتی ھے۔ جب روحانیت غالب آتی ھے اور اپنے اصل یعنی اللہ تعالی کی طرف لوٹتی ھے اللہ تعالی اس پر راضی ھو جاتا ھے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوا عَنۡهُ۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ھو جاتے ہیں۔

مسلمان اور نماز

ھر ایک چیز کا عروج ھوتا ھے۔ جس چیز کی بدولت یہ عروج ھو وھی سر فہرست اور اھم ھوتی ھے۔ اسلام میں عروج نماز میں ھے۔ اسی لئے نماز مومن کی معراج ھے۔ اللہ اور بندے کے درمیان نماز ھی ایک ایسا مقام ھے جس میں بندہ اپنے مولا سے ھم کلام ھو کر اللہ کا دیدار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رحمت و شفقت حاصل کرتا ھے۔
اصل میں نماز کی ضرورت تمام اسلام میں زیادہ اسلیئے ضروری ھوئی کہ ابتدائے اسلام میں آپ جانتے ھونگے کہ جب کوئی آدمی اسلام کی دعوت قبول کرتا تو صرف لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ پڑھتا اور مسلمان بن جاتا۔ اس پر اور کوئی فرض عائد نھیں تھا لیکن گناہ سے تائب ھونا فرض تھا۔ اسلام کی بنیاد ھی ممنوعات سے بچنا تھا۔ جو شخص قتل، زنا یا بری چیزوں سے توبہ کرتا وہ مسلمان ھو جاتا تھا۔ اب اسلام میں ممنوعات سے بچنا ھی زیادہ ضروری ھے۔ تو باری تعالی نے قرآن پاک میں فرمایا: الصَّلَاةَ تَنۡهَى عَنِ الۡفَحۡشَاءِ وَالۡمُنۡكَرِ (سورۃ العنکبوت-45) یعنی نماز بے حیائی اور ممنوعات سے روکتی ھے۔ تو نماز نے ممنوعات سے بچنے میں مدد دی اور وھی فرض جو اسلام کیلئے ضروری تھا اسے پورا کرنے کی راہ ھموار کردی۔
نماز سنت انبیاء ھے۔ فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی۔ ظھر کی نماز حضرت ابراھیم علیہ السلام نے پڑھی۔ عصر کی نماز حضرت موسی علیہ السلام نے پڑھی۔ مغرب کی نماز حضرت عیسی علیہ السلام نے پڑھی۔ اور عشاء کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی۔ حدیث پاک میں مروی ھے کہ جس نے فجر کی نماز با جماعت ادا کی حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ بیس مقبول حج کیئے۔ ظھر کی نماز با جماعت پڑھی تو حضرت ابراھیم علیہ السلام کے ساتھ چالیس مقبول حج کیئے۔ عصر کی نماز سے حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ گویا ساٹھ مقبول حج

کئے۔ مغرب کی نماز سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اسّی مقبول حج کئے۔ اور عشاء کی نماز باجماعت پڑھی تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت میں سو مقبول حج کئے۔ ذرا غور کیجئے، ایک حج پر جتنا خرچ آتا ھے اس سے بیس، چالیس، ساٹھ، اسّی اور سو حج پر آنے والے خرچ کا اندازہ لگایئے۔ جو شخص باجماعت نماز نہیں پڑھتا اس کا کتنا نقصان ھوتا ھے

جب آدمی نماز پڑھتا ھے حدیث پاک میں ھے باری تعالیٰ فرماتے ھیں کہ مجھے دیکھ کر پڑھے اور اگر وہ مجھے نہ دیکھ سکے تو یوں سمجھے کہ میں اسے دیکھ رھا ھوں۔ (أن تعبد الله كأنك تراه، فإن لم تكن تراه فإنه يراك - صحیح البخاری) معلوم ھوا کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کا دیدار (جو کہ معراج کی علامت ھے) حاصل ھوتا ھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ھیں "نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ھے۔" جب آدمی نماز پڑھتا ھے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص نھر میں پانچ دفعہ نھاتا ھے اس پر میل کیسے رہ سکتی ھے؟" پانچ دفعہ نھانے سے پانچ نمازیں مراد ھیں۔ باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ھیں کہ جب بھی کوئی مشکل آن پڑے تو صبر اور نماز سے کام لو۔

نماز ایک وجود رکھتی ھے جیسا کہ باری تعالیٰ فرماتا ھے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ (سورۃ البقرۃ-153) یعنی نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو۔ معلوم ھوا کہ ھر مشکل کے وقت نماز مدد دیتی ھے۔ نماز دافع البلاء ھے۔ مشکل کشا ھے۔ یہ انسان کو اس کے مولا کے قریب کرتی ھے۔ ایسی چیز بھلا دین میں ایک ستون کی سی اھمیت کیوں نہ حاصل کرے۔ اسی لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ھیں "الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّين" یعنی نماز دین کا ستون ھے۔ اب جو شخص نماز سے درگزر کرتا ھے اس نے ابتدائے اسلام سے لے کر ایک بہت بڑے حصے سے روگردانی کی اور اتنی اھم چیز کو اپنے ھاتھ سے کھو دیا۔ نہ اوامر میں کامل رھا، نہ منہیات سے بچ سکا اور اسلام کی روح سے بیگانہ رھا۔

نماز اندرونی بیرونی نجاست کو دور کرنے والی ھے، روح کو تقویت دینے والی ھے۔ کئی لوگ نماز کو صرف باطن کا نام دے کر دستبردار ھو جاتے ھیں۔ وہ سمجھتے ھیں کہ زبانی یا خیال سے خدا کو یاد کرنے کا نام نماز ھے حالانکہ نماز ایک وجود رکھتی ھے۔ اس کی اپنی ایک حد ھے۔ تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک کا نام نماز ھے جس میں قیام، رکوع، سجود، جلسہ، قومہ، قعدہ سب چیزیں موجود ھیں۔ ایک نماز کا جسم ھے دوسری نماز کی روح ھے۔ نہ

جسم روح کے بغیر مکمل ھے نہ روح جسم کے بغیر۔ دونوں کا کامل اتحاد ھی مکمل نماز ھے۔ کامل نماز تب ھی ھوسکتی ھے جب اس ظاھری فرض نماز میں خیال سے ذکر و فکر، روحانی، جسمانی طور پر سب چیزیں باری تعالی کے ساتھ منسلک ھوں۔ صرف ظاھری صرف باطنی نماز کے علمبرداروں کو جاننا چاھیئے کہ ھر دو صرف صورت میں الجھے ھوئے ھیں۔ دونوں معنی سے دور ھیں۔ نماز ذکر سے مل کر معنی کی نماز بن جاتی ھے۔ اور جو ذکر نماز کے اندر ھو وہ معنی کا ذکر ھے۔

اگر نماز میں کسی ایک چیز کی بھی کوتاھی ھوگی تو نماز کامل نہیں۔ ظاھری اور باطنی نماز اسی کا نام ھے۔ وہ نماز کیوں نہ کامل واکمل ھو جو باوضو ھو کر پاک جگہ پر قبلہ رو ھو کر قیام ور کوع و سجود میں پڑھی جائے اور ساتھ ھی ساتھ خدا کی یاد سے نمازی کا دل بھی آباد ھو۔ باطن اور ظاھر کی اکٹھی نماز پڑھے۔ جو لوگ دل میں خدا کی یاد ھی کو کامل نماز سمجھتے ھیں وہ حقیقی نماز کے فیوض و برکات سے بے بہرہ ھیں۔ یہی ذکر فکر اگر نماز کے اندر پایا جائے تو بہتر ھے۔ جب رکوع و سجود والی نماز میں روحانی طور پر خدا کو یاد کرے تو یہ کامل نماز ھے۔ اس سے روح تازہ ھوتی ھے اور اپنے اصل یعنی اللہ تعالی کی طرف لوٹنے میں کامیاب ھو جاتی ھے تو یہی مومن کی معراج ھے۔ روحانیت سے ھی نماز شرف قبولیت حاصل کرتی ھے۔

دنیا کا رزق اور عزت کس چیز میں ھے؟

جب مخلوق میں سے کوئی آدمی اپنے خالق حقیقی کی طرف رغبت کرتا ھے اور اس کے نزدیک ھونا چاھتا ھے اس کی محبت میں سرشار ھو جاتا ھے اور اسی کو اپنا روزی دھندہ سمجھتا ھے۔ جب اس نے اپنے روزی دھندہ کو پہچان لیا تو باری تعالی اس کو بے حساب رزق عطا فرماتا ھے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: وَاللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ (سورۃ البقرۃ 212) جب انسان اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رغبت اور تعلق قائم کرتا ھے، دنیاوی نجاست چھوڑ کر پاکیزگی اختیار کرتا ھے اور اپنی روح کو عبادت سے تقویت دیتا ھے یا ذکر سے قوی کرتا ھے تو روح اپنی اصل یعنی اللہ تعالی کی طرف رجوع کرتی ھے۔ اللہ تعالی حدیث قدسی میں فرماتا ھے: "جو میری طرف ایک بالشت آتا ھے میں اس کی طرف ایک قدم آتا ھوں، جو میری طرف چل کو آتا ھے میں

دوڑ کر آتا ھوں، جو دوڑ کر آتا ھے میں اسے خود لینے آتا ھوں اور اسے اپنا محبوب و مقرب بنالیتا ھوں" جو میرا بن جاتا ھے میں اس کا ھو جاتا ھوں، میری عزت اس کی عزت یا اس کی عزت میری ھو جاتی ھے۔ اسلئے باری تعالی فرماتے ھیں: وَتُعِزُ مَنۡ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَاءُ (سورۃ آل عمران-26) یعنی جس کو میں چاھتا ھوں عزت دیتا ھوں جسے چاھتا ھوں ذلت دیتا ھوں۔ وَاللّٰهُ يَخۡتَصُ بِرَحۡمَتِهِ مَنۡ يَشَاءُ (سورۃ البقرۃ-105 اللہ تعالی جس کو اپنی رحمت سے مخصوص کرتے ہیں یا نوازتے ہیں اس پر خزانے کھول دیئے جاتے ہیں، رزق بے حساب کر دیا جاتا ہے، عزت دو بالا کر دی جاتی ہے، وقار بڑھا دیا جاتا ہے۔ تمام دنیا اس کی عاشق ہو جاتی ہے، اس کی نام لیوا بن جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے، 'جو میرا بن جاتا ہے میں آسمانوں اور زمینوں پر اور عالم ارواح میں منادی کروا دیتا ھوں کہ میں نے اس سے محبت کی ھے۔ اے عالم ارواح کے لوگو، اے دنیا والو، اے فرشتو! تم سب اس کو محبوب بناؤ۔

کیوں کہ اس نے اللہ تعالی کی عبادت سے اپنی روح کو تقویت دی۔ اس نے روح کی غذائیں حاصل کر کے اپنی روح کو منور کیا۔ جب اس کی روحانیت بڑھ گئی اور نفس مغلوب ھو گیا۔ نفس امّارہ سے لوّامہ اور لوّامہ سے مطمئنّہ ھو گیا، وہ اللہ سے راضی اور اللہ اس سے راضی ھو گیا اور روحانیت کامل ھو گئی۔ اور دنیا کا رزق و عزت اس کے قدموں میں خود بخود آتا ھے جو کہ منشاء ایزدی ھے۔ یہ چونکہ اللہ تعالی کی رضا سے ھے۔ اب اگر یہ دیکھا جائے کہ صرف رزق تو کافروں کے پاس بھی ھے تو یہ باری تعالی کی فیّاضی ھے کہ اپنے منکر کو جس کا آخرت میں کچھ بھی حصّہ نہیں، دنیا کی چار روزہ زندگی میں اس کو رزق دیدیا۔ یہ کافروں اور منکروں کے لئے باعث رحمت نھیں بلکہ باعث زحمت ھے کیونکہ وہ اللہ تعالی کی طرف رغبت کرنے سے محروم ھے۔ اللہ تعالی کی فیّاضی سے جب کافر و منکر بھی استفادہ کرتے ھیں تو اس کے خزانہ غیب سے کس کے نام لیوا کب محروم رہ سکتے ھیں؟ جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ھیں

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

کسی کی فیّاضی قانون شکنی نہیں ھوا کرتی کیونکہ صحیح الفطرت قوی روحانیت اور محبوبیت والا شخص جس پر باری تعالی اپنے خزانے کھول دیتے ھیں، ایک طرف اس کا رزق و عزّت جو کہ اللہ تعالی کی مرضی کے مطابق ھے دوسری طرف مغضوب الیہ جس پر باری تعالی کا غضب ھے اور ھمیشہ ھمیشہ کے لئے جس کو اصل رزق، عزّت اور جنّت سے محروم کر دیا گیا۔ چند دن کی فیّاضی ھمیشہ کی راحت اور عزّت کے برابر نہیں ھو سکتی تو اصل رزق اور عزّت جو ھے وہ روحانیت والے کا ھے۔ بھلا یہ کس طرح ممکن ھے کہ ایک مجرم جس نے ساری عمر قید میں گزارنا ھے اس کی ایک روزہ عیش و عشرت کی زندگی کو اس شخص کے برابر قرار دے دیا جائے جو روحانیت کی تقویت سے جو کہ منشائے ایزدی ھے اللہ کے رزق و فضل کا مستحق بنتا ھے اور تا ابد رزق و عزّت حاصل کرتا ھے۔ کافر اس مجرم کی مانند ھے جس کو ایک دن بعد پھانسی ھو جائے گی اور مومن کی مثال ایک سدا بہار درخت کی ھے جو روحانیت کو تقویت دے کر مقبول بارگاہ الٰہی ھو کر دونوں جہانوں میں اس کی نعمتوں سے بہرہ ور ھوتا ھے۔

آدمی کے عروج وزوال کا انحصار کس چیز پر ھے

ھر انسان نفس اور روح سے مرکّب ھے۔ جب نفس غالب آتا ھے تو نفس کے لوازمات اس پر سوار ھو جاتے ھیں۔ یعنی تمام نفسانی خواھشات کا ارتکاب عمل میں لایا جاتا ھے۔ نفس کی خواھشات سے ھی بغض، کینہ، حسد، بے حیائی، اسلام سے بے رغبتی، لڑائی، فساد، والدین کی بے ادبی، اسلام اور اس کے شعائر سے نفرت یا بے رغبتی پیدا ھوتی ھے۔ جب نفس سوار ھو جاتا ھے تو شہوت پرستی عام ھو جاتی ھے۔ آپ نے سنا ھو گا کہ جب شہوت یا غصّہ زور میں آتا ھے تو آدمی کا دماغ مفلوج ھو جاتا ھے۔ جب دماغ ھی مفلوج ھو گیا تو اس کی سوچ بچار، فہم و ادراک سب غلط راستے پر چل پڑتے ھیں۔ تو جے نے بھی نفس پرستی کی اس نے روحانیت کو کمزور کیا، اپنے اصل سے دور ھوا، اپنے آپ پر ظلم کیا، دوزخ کا ایندھن بنا اور اپنے آپ کو ناکارہ بنا لیا۔ باری تعالی اس پر بے روزگاری، بے عزّتی، بے حیائی، بیماری اور طرح طرح کے مصائب مسلّط کر دیتے ھیں۔ گویا نفس کا غلبہ اور روحانیت کی کمزوری اس کے زوال کا سبب ھے۔ اب دوسرا جزو روح ھے۔ روح کو روح کی غذا یعنی عبادت، ذکر، نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ سے تقویت حاصل ھوتی ھے۔ جب نفس مغلوب ھوا تو تمام نفسانی خواھشات اور حرکات سے بچ نکلا۔ صرف روح

کی غذا باقی رہ گئی، روح قوی ھوتی چلی گئی اور اپنے اصل کی طرف لوٹنا شروع کیا۔ پاکیزگی، حیاداری، صدق و صفا اور ادب اس کا شعار بنا۔ اسلامی شعائر کو تقویت حاصل ھوئی جس کے سبب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی ھوئے۔ روحانیت کامل ھوئی، روحانیت اپنے اصل یعنی اللہ تعالی کی طرف لوٹی۔ اس کی طرف مدد حاصل ھوئی۔ بلند درجات ملے۔ اس کے زوال کا خاتمہ ھوا اور عروج نصیب ھوا۔ اللہ تعالی اس سے محبّت کرنے لگے اس طرح اس کو تمام دنیا و عقبی میں سرفرازی ھوئی۔ جب روح خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مستغرق ھوئی تو ان کے تاثر سے تمام بیماریوں سے شفا اور عروج شروع ھو جاتا ھے۔ تو معلوم ھوا کہ روح کی تقویت ھی عروج کا سبب ھے۔ روح کی کمزوری زوال کا باعث ھے۔ گویا آدمی کے عروج و زوال کا انحصار روحانیت پر ھے۔ روح کی تقویت سے دل قوی ھو جاتا ھے، دماغ قوی ھو جاتا ھے۔ جس سے اس کی سوچ بچار، فہم و ادراک قوی اور صحیح ھو جاتا ھے۔ اب جب کہ اس کا فہم و ادراک صحیح ھے تو وہ زوال کی طرف نہیں جائے گا بلکہ اس کا عروج لازم و ملزوم ھے۔

ساتھ چونکہ روحانیت وابستہ ھے اس لئے وہ اللہ تعالی کی طرف لائے گی اور روحانیت کے کامل ھونے کی وجہ سے عروج اس کا مقدّر بن جائے گا۔ گویا نفس کا غلبہ نیچے زوال کی طرف لے جائے گا اور روح کا غلبہ یا روحانیت اپنے اصل یعنی اللہ تعالی کی طرف لے جائے گا اور عروج اس کا مقدّر بن جاتا ھے۔ اس لئے عروج و زوال کا انحصار روح کی تقویت یا کمزوری پر ھے۔

احکام خداوندی اور روحانیت

آدمی کا انحصار دو چیزوں پر ھے۔ (1) جسم عنصری (2) روح۔ اب دونوں کی تقویت ان کی مناسب غذا پر منحصر ھے۔ جسم عنصری کو عناصر اربعہ کی پیداوار ھی تقویت دے سکتی ھے۔ جس طرح ھم گندم، پھل یا مرغّن غذاؤں سے جسم کو تندرست و توانا کرتے ھیں تو وہ مضبوط ھو جاتا ھے۔ اسی طرح روحانی جسم یا روحانیت کی غذا نورانیت ھے۔ جس طرح جسم عنصری کی غذا اس کے اصل عناصر یعنی عناصر اربعہ کی پیداوار ھے اس طرح روح کی غذا اس کے اصل یعنی اللہ تعالی کے احکام کی بجاآوری میں ھے۔ جیسا کہ باری تعالی نے فرمایا۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ (سورۃ البقرۃ۔ 21) 'اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا'۔

گویا جس کی صرف سے روح ھے اس کی طرف سے اس کی غذا عبادت یا احکام خداوندی کی بجا آوری ھے جو کہ نور ھیں۔ وھی روج کو تقویت دیتے ھیں۔ عبادت یا ذکر جس سے روحانیت قوی ھوتی ھے یہ سب احکام خداوندی سے ھے۔ اسی سے پرھیزگاری اور ھدایت نصیب ھوتی ھے جو کہ روح کو تقویت دے کر روح کی اصل یعنی باری تعالی کی طرف لے جاتی ھے جیسا کہ باری تعالی نے فرمایا۔ مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (سورۃ الحشر۔ 7) 'جو چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم لے آئیں ان کو پکڑ لو اور جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمائیں ان کو چھوڑ دو۔' اس سے روح طاقتور بن سکے گی اور اپنے اصل یعنی اللہ تعالی کی طرف لوٹ سکے گی اور خدا تک رسائی حاصل کر سکے گی۔ ان ھی احکام خداوندی کو جن کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تاکید فرماتے ھیں، شریعت کہتے ھیں۔ اور یہی شریعت خدا تک پہچانے میں معاون ھے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ھیں کہ شریعت یا احکام خداوندی روحانیت سے الگ ھیں تو گویا وہ روحانیت کو کمزور کر رھے ھیں جس کے نتیجے میں نفس تقویت پکڑ جائے گا۔ جب نفس غالب آ جائے گا، روح مغلوب ھو جائے گی تو نفس پرستی ھی نفس پرستی رہ جائے گی۔ پس ثابت ھوا کہ شریعت یا احکام خداوندی اور روحانیت لازم و ملزوم ھیں۔ ان کا جدا کرنا باعث ھلاکت اور گمراھی ھے۔

روحانیت کی غذا اللہ تعالی کے اوامر ھیں اور انہیں ھی شریعت کہتے ھیں۔ پس ثابت ھوا کہ شریعت روحانیت کی غذا ھے۔ جس نے شریعت اختیار کی، روحانیت کو قوی کیا۔ جس نے شریعت سے منہ موڑا، روحانیت کو کمزور کیا اور اپنے پروردگار سے منہ موڑا۔ تو گویا روحانیت کی اصل شریعت ھے۔

شیخ سے ہمیں کیا چاہیئے

ھر شخص اپنے زوال سے کنارہ کشی، اجتناب اور برائی سے بچنا چاہتا ھے اور اپنے عروج، عزّت اور وقار کا متمنّی ھوتا ھے۔ چونکہ مریض یہ نھیں جانتا کہ کونسی دوا میری بیماری کا علاج ھے اس لئے وہ کسی حکیم کے پاس جاتا ھے۔ اسی طرح جب آدمی کا نفس غالب، روح بیمار اور مغلوب ھو تو اس کے علاج کے لئے ھمیں کسی روحانی حکیم کے پاس جانا پڑتا ھے۔ قرآن پاک میں ارشاد ھے۔ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (سورۃ النحل۔ 43 اور سورۃ الانبیاء۔ 7) پس اھل ذکر کے پاس جاؤ جو کچھ تم نھیں جانتے حاصل کرو۔ اب جو باری تعالی نے اھل ذکر کی

طرف جانے کا ارشاد فرمایا تو اس سے صاف ظاہر ھے کہ ذاکر سے ذکر حاصل کرنا مقصود ھے۔ یہی ذکر روحانیت کو تقویت اور دل کو اطمینان بخشنے والی چیز ھے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ھے أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (سورۃ الرعد۔ 28) ''خبردار اللہ کے ذکر سے قلب اطمینان میں آتا ھے یعنی قلب مطمئن ھو کر روح کو تقویت حاصل ھو جائے گی۔ وھی روحانیت جو کمزور ھو چکی تھی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ھے خَتَمَ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (سورۃ البقرۃ۔ 7) یعنی باری تعالی فرماتے ھیں کہ یہ ایمان لانے کے قابل ھی نہیں ھیں۔ ان کو کہنا یا نہ کہنا برابر ھے کیونکہ ان کے دلوں پر مہر لگادی گئی ھے، ان کی سماعت پر مہر لگادی گئی ھے، ان کی بصارت پر مہر لگادی گئی ھے، ان پر موٹے پردے چڑھا دیئے گئے ھیں اور ان کے لئے سخت عذاب ھے۔

شان نزول: جن آدمیوں کے متعلق ارشاد گرامی ھے ابو جھل، ابو لہب وغیرہ۔ ھر آدمی جانتا ھے کہ ان کی آنکھ، کان، زبان سب صحیح حالت میں تھے۔ وہ سنتے بھی تھے، دیکھتے بھی تھے، باتیں بھی کرتے تھے۔ لیکن باری تعالی فرماتے ھیں کہ نہ سنتے ھیں، نہ دیکھتے ھیں تو صاف ظاھر ھوتا ھے کہ باطنی کان، آنکھ اور زبان اور ھے جو سر بمہر کر دی گئی تھی۔ جن کے باطنی کان، آنکھ، زبان بند ھو جائیں ان کے متعلق باری تعالی فرماتے ھیں کہ وہ توحید و رسالت کا صحیح فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ ذرا ھم بھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کیا ھمارے کان، آنکھ اور زبان وغیرہ صحیح ھیں یا ھم بھی ان ھی کے ساتھ ھیں۔ اگر ھمارے یہ حواس کھلے نہیں ھیں تو دنیا میں ھر آدمی کا اوّلین فریضہ یہ ھے کہ ان کو کھولنے کی کوشش کرے۔ یہی ھمیں پیر سے درکار ھے تاکہ ھماری باطنی سماعت، بصارت اور گویائی وغیرہ صحیح ھو جائیں۔ اس سماعت اور بصارت کا ثبوت قرآن پاک اور احادیث میں موجود ھے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے غلام آصف بن برخیا اپنی جگہ پر بیٹھے ھزاروں میلوں سے بلقیس کا تخت دیکھ سکتے ھیں اور اٹھا کر لا سکتے ھیں۔ یہی وہ بصارت ھے جو ھمیں پیر سے درکار ھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ھو کر ''یا ساریۃ الجبل'' کہہ کر ساریہ تک اپنی آواز پہنچا سکتے ھیں۔ یہ ھی گویائی ھمیں پیر سے درکار ھے۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کئی میلوں سے چیونٹی کی آواز سن لی جو اپنے لشکر کو کہہ رھی تھی يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ (سورۃ النمل۔ 18) ''اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں

داخل ھو جاؤ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر آرھا ھے۔" حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی آواز سن کر اس کی بات پر ہنس پڑے۔ بس یہی سماعت ھمیں پیر سے درکار ھے۔

اس کا علاج اھل ذکر نے کیا تو معلوم ھوا کہ منشاءِ ایزدی یہی ھے کہ اللہ والوں کے پاس جا کر ان سے اپنی روحانیت کی مقوّی دوا حاصل کرو۔ یہی شیخ سے حاصل کرنے کا نام پیری مریدی ھے۔

بجائے روحانی مقوّیات کے، روحانیت کو کمزور کرنے والی دوا دینے والا حکیم اگر کامل ھو سکتا ھے تو غیر شرع بزرگ سب کامل ھیں ورنہ روحانیت کو طاقت دینا ھی اصل فریضۂ شیخ ھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق باری تعالی نے ارشاد فرمایا كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (سورۃ البقرۃ۔ 151

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم چار علوم سکھانے کے لئے دنیا میں تشریف لائے جس میں (1) تزکیۂ نفس (2) علم کتاب یعنی قرآن پاک (3) وَالْحِكْمَةَ یعنی علم لدنّی (4) جو کچھ تم نہیں جانتے۔ یہ ھی ورثہ پیران عظام کا ھے۔ ھر مرید کو اپنے پیر سے یہ چاروں علوم درکار ھیں۔ جن میں روحانیت کے مقوّیات یعنی (1) عبادت، ذکر وغیرہ (2) روحانیت کے اسرار (3) روحانیت کے مشاھدات (4) روحانیت کے عروج وارادت وغیرہ یعنی روحانیت کو کامل کرنا شامل ھے۔

قلب: یہ ساری چیزیں چونکہ قلب اور روح سے ھی حاصل ھوتی ھیں۔ قلب کا مقام جسم میں جتنا اھم اور ضروری ھے اسی طرح تمام عبادات اور ذکر میں ذکر قلبی ضروری ھے۔

انسان کے جسم میں قلب کی اھمیت: انسان کی زندگی کا انحصار قلب پر ھے۔ انسان کے دوسرے اعضاء ایک ایک کر کے اگر نہ بھی ھوں یا بیمار ھوں تو انسان کی زندگی ممکنات میں سے ھے۔ لیکن اگر قلب نہ ھو باقی تمام جسم صحیح سلامت ھو تو آدمی زندہ نھیں رہ سکتا۔ زندگی کا دارومدار صرف قلب پر ھے۔ قلب ایک ایسی چیز ھے جب سنور جاتا ھے تو سارا بدن سنور جاتا ھے، جب بگڑ جاتا ھے تو سارا بدن بگڑ جاتا ھے۔ قلب کا سنورنا پرھیزگاری، حق تعالی پر توکّل، اس کی توحید اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے ھے۔ قلب گویا پرندہ ھے بدن کے پنجرہ میں، گویا موتی ھے ڈبّے میں، گویا مال ھے صندوق میں۔ پس اعتبار پرندہ کا ھے پنجرہ کا نھیں، اعتبار موتی کا ھے ڈبّے کا نھیں اور اعتبار مال کا ھے صندوق کا نھیں۔

اے اللہ ! ھمارے اعضاء کو اپنی اطاعت اور قلوب کو اپنی معرفت میں مشغول فرما اور مدّت العمر ساری رات اور سارے دن اسی میں مشغول رکھ اور ھم کو شامل فرما نیکو کار اسلاف کے ساتھ اور ھم کو نصیب فرما جو ان کو نصیب فرمایا تھا اور ھمارا ھو جا جیسے ان کا ھو گیا تھا!

روح: یقین کے پاؤں، ایمان کا کامل ھونا، یقین کا قوی ھونا، صدق کے بازؤں پر پر لگ جانا اور قلب کی آنکھیں کھل جانا یہ تب ھی ھوتا ھے جب روح پوری قوّت میں آ جاتی ھے۔ جب آدمی یہ سمجھ لیتا ھے کہ آدمی کا دارومدار صرف روح سے ھی ھے۔ پہلے روح ھی تھا۔ جب جسم میں روح مقیّد نہ تھا تو نہ اس کا باپ نہ ماں، نہ بیٹا نہ بہن، نہ بیوی نہ کوئی رشتہ دار۔ نہ ھی کسی کا بیٹا، بھائی اور رشتہ دار تھا۔ یہ رشتہ داری وغیرہ سب جسم سے وابستہ ھے۔ جب جسم کا لباس اتر جائے گا تو ویسا ھی ھو جائے گا، کوئی رشتہ دار وغیرہ نہ رھے گا۔ روح اپنے رب کی طرف لوٹے گی۔ اگر قوی ھے تو رب تک پہنچے گی، اگر کمزور ھے تو سزا کی مستحق ھوگی۔

دنیا میں جس نے روح کو قوی کیا اس نے منشاء ایزدی حاصل کیا اور جس نے روح کو کمزور اور نفس کو قوی کیا اس نے خدا کے غضّے کو دعوت دی اور اپنا ٹھکانہ جہنّم بنایا۔

اے اللہ تعالی ! ھماری روحوں کو تقویت دے تاکہ تیری جناب تک رسائی حاصل کر سکیں اور جن لوگوں پر تو نے انعام کیا ان کے راستے پر چلا اور دنیا اور آخرت کی تکالیف ھم سے دور فرما۔ صدقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ اپنی محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ایسا محو کر کہ ماسوا تیرے کسی کی خبر نہ رھے ! آمین، ثمّ آمین!

ھمارا مشن

اب جبکہ یہ بات ثابت اور طے شدہ ھے کہ دنیا و عقبی کی بھلائی اور کامیابی کا تمام تر انحصار صرف اور صرف روح کی تقویت پر ھے، میں نے ایک بات بڑی شدت سے محسوس کی ھے کہ انسان اگرچہ کہ دین فطرت پر تخلیق کیا گیا ھے۔ نیکی کی رغبت اور برائی سے نفرت اس کے خمیر میں شامل ھے۔ لیکن ھم اکثر اس کے برعکس حالات دیکھتے ھیں کہ انسان نیکی کی رغبت ھوتے ھوئے بھی نیکی کرنے میں سستی اور تساھل سے کام لیتا ھے اور برائی سے بچنے کی شدید خواھش کے باوجود برائی کا ارتکاب کر گزرتا ھے۔ یہ صورت حال روح کی کمزوری اور نفس کے غلبے کی

علامت ھے۔ جس شخص کی روح قوی اور تندرست ھوگی نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دیگر اوصاف حمیدہ اور کارھائے پسندیدہ اس کے لئے آسان ھو جاتے ھیں۔ اور جس شخص کی روح بیمار اور کمزور ھو اس کا نفس سرکش اور غالب ھوتا ھے۔ یہی کام اس کے لئے ناگوار، بھاری اور تکلیف دہ بن جاتے ھیں۔

لٰہذہ جب تک انسان کی روح قوی اور تندرست نہیں ھوگی اسلامی شعائر واقدار پر کماحقّہ عمل پیرا نہیں ھو سکتا۔ اور نہ ہی اس کے ثمرات سے مکمل طور پر بہرہ ور ھو سکتا ھے۔ یہی وجہ ھے کہ ھم اکثر دیکھتے ھیں ایک شخص نماز، روزہ وغیرہ اسلامی ارکان کی پابندی بھی کرتا ھے۔ لیکن ان کے ساتھ ساتھ گناہ اور برائی کے ارتکاب سے بھی محفوظ نھیں رہ سکتا۔ اس کی اصل وجہ یہی ھے کہ ایسا شخص روحانی طور پر بیمار ھے۔ اور جس طرح ایک مریض کے لئے مقوّی غذائیں بجائے فائدے کے نقصان دہ ثابت ھوتی ھیں اور جب تک مریض مکمل طور پر تندرست نہ ھو جائے مقوّی اور قوّت بخش غذائیں اس کے لئے نفع بخش نھیں ھوتیں۔ بعینہٖ اسلامی ارکان جو کہ دراصل روح کی تقویت کے لئے روح کی مقوّی غذا کی حیثیت رکھتے ھیں ان کے لئے روحانی بیماری میں اضافے کا باعث بن سکتے ھیں۔

جب تک انسان کے قلب اور روح تندرست نہ ھوں اس کے نماز، روزہ اور دیگر اعمال کا فائدہ غیر یقینی ھے۔

1۔ ذکر قلبی: روح کی بیماری دور کرنے کے لئے اور احکام شرعی کی مکمل بجاآوری اور ان کے فیوض وبرکات اور ثمرات سے پوری طرح بہرہ ور ھونے کے لئے قلبی اصلاح کی ضرورت ھے۔ جب تک قلب درست نھیں ھوگا روح تندرست نھیں ھو سکتی۔ اور قلب کی درستی کے لئے ذکر کے بغیر کوئی چارہ نھیں۔ ذکر کی بے شمار اقسام موجود ھیں لیکن قلب کی اصلاح قلبی ذکر کے بغیر ممکن نھیں۔ ارشاد باری ھے۔ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (سورۃ الرعد۔ 28) 'یاد رکھو اللہ کے ذکر سے قلب کو اطمینان حاصل ھوتا ھے۔ یعنی قلب کی اصلاح اور نفس کی سرکشی کو دور کر کے نفس مطمئن حاصل کرنے کے لئے جس کی ضرورت ھے وہ قلبی ذکر کے سوا کوئی ذکر نھیں ھو سکتا۔ قرآن پاک میں یہ ارشاد باری کہ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ (سورۃ الأعراف۔ 205) "اور اپنے رب کو یاد کرو زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے" ذکر قلبی کی تائید کرتا ھے۔

اسلامی ارکان کی بجاآوری میں کوتاھی اور سستی اور ان ارکان کے ثمرات سے پوری طرح مستفید نہ ھونے کی اصل وجہ ذکر قلبی سے دوگردانی ھے۔ اسی لئے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ھیں کہ جب تک قلب ذاکر

نہ ہو جائے، سوائے فرائض و سنّت مؤکّدہ کے نفلی عبادات سے گریز کیا جائے۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ نماز، روزہ اور دیگر اسلامی ارکان و اقدار اوّل تو آج اکثر لوگوں کے لئے ان کی بجاآوری ہی مشکل ہے یا اگر کوئی یہ احکامات بجالاتا ہے تو ان کے فیوض و برکات سے پوری طرح بہرہ مند نہیں ہو پاتا، میں نے اسے اپنا مشن قرار دیا ہے کہ قلبی ذکر سے قلب کی اصلاح کی جائے۔ جب قلبی ذکر سے قلب مطمئن ہو جاتا ہے اور اس کے عوارض ختم ہو جاتے ہیں تو نفس امّارگی کو چھوڑ کر نفس مطمئنّہ بن جاتا ہے۔ اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور وہ اللہ سے ہو جاتا ہے۔ تمام اسلامی ارکان و احکامات اس کے لئے سہل اور نفع بخش ہو جاتے ہیں اور برائیاں اس کے لئے روحانی کرب اور اذیّت کا سبب بن جاتی ہیں۔ اس لئے ان کا ارتکاب دشوار ہو جاتا ہے۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ میں اسلامی ارکان کو بجالاؤں اور ان سے محبّت اور انس پیدا ہو جاتا ہے۔

2۔ صحبت شیخ: ذکر قلبی کیسے اور کہاں سے حاصل کیا جائے؟ اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (سورۃ النحل۔ 43 اور سورۃ الانبیاء۔ 7) "پس تم اہل ذکر سے سوال کرو جو کچھ تم نہیں جانتے" قلبی ذکر کی تحصیل و تکمیل شیخ کامل کی صحبت اور تربیت کے بغیر ممکن نہیں۔ کیونکہ قلب کی فوری اصلاح اور نفس کی سرکشی کا مکمل اور فوری علاج شیخ کامل کے سوا کچھ نہیں۔ شیخ کامل اپنی قوی روحانیت سے اپنے عقیدت مند کے قلب اور روح میں جلا پیدا کرتا ہے۔ اور اپنے شیخ کی صحبت میں رہتے ہوئے چونکہ اسے اپنے نفس کی حکمرانی کی بجائے اپنے شیخ کی مرضی کا تابع ہونا پڑتا ہے جس سے اس کا نفس سرکشی ختم کرتا جاتا ہے اور روح کی کمزوری اور بیماری کا باعث بننے والے عوامل دم توڑنے لگتے ہیں۔ ایک ماہر طبیب کی طرح شیخ کامل اپنے پیرو کے حالات کے مطابق اسے جو ذکر تجویز کرے وہی ذکر اس کی قلبی اور روحانی اصلاح کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

3۔ درود پاک: ذکر قلبی کی طرف قلب کو راغب کرنے کے لئے اگر کثرت سے درود پاک پڑھا جائے تو انتہائی مفید و موثّر ہے۔ اس سے نہ صرف ذکر قلبی آسان ہو جائے گا بلکہ شریعت کے عوامل کو بجالانا بھی آسان اور باعث فرحت و انبساط ہو جائے گا۔ اور انسان کا جی چاہتا ہے کہ میں قلبی ذکر سیکھوں۔ بہتر یہ ہے کہ شروع میں درود پاک کا ایک لاکھ ورد کیا جائے۔ اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجّہ اور شفقت حاصل ہوتی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجّہ نصیب ہو جائے تو پھر انسان کے لئے راہ راست پر چلنا سہل ہو جاتا ہے۔

درود پاک کی کثرت سے انسان کے گناہ اور خطائیں معاف کر دیئے جاتے ھیں اور قرب الٰہی میں بلند مقامات نصیب ھوتے ھیں۔ لہٰذہ ھمارا مشن اسلام کی حقیقی روح کو سمجھنے، اے پر عمل پیرا ھونے اور اس کے فیوض و برکات سے مکمل طور پر بہرہ ور ھونے کے لئے بنیادی ستون کی حیثیت رکھتا ھے جس کے بغیر کوئی عمل اور کوئی نیکی قابل اعتبار نھیں۔ آیئے ! کیوں نہ ھم وہ طریقہ اختیار کریں جس سے روح کو غلبہ اور تقویت دینے والے کام آسان ھو جائیں اور نفس اور نفسانی خواہشات مغلوب ھو کر رہ جائیں۔